رِشوت

از

علامہ سید سلیمان ندویؒ

ناشر

اصلاح معاشرہ کمیٹی

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

نام کتاب	رشوت
مؤلف	علامہ سید سلیمان ندویؒ
صفحات	۸
تعداد	چار ہزار
سن اشاعت	ربیع الاول ۱۴۲۸ھ/ اپریل ۲۰۰۷ء

ناشر

اصلاح معاشرہ کمیٹی

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، پوسٹ بکس/۹۳، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رشوت

کسی کے مال سے ناجائز طریقہ سے فائدہ اٹھانے کی ایک عام صورت رشوت ہے، رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے کر اپنے موافق کرلے۔(۱)

پہلے عرب کے کاہن اپنی مفروضہ غیبی طاقت کی بنا پر بعض مقدموں کے فیصلے کرتے تھے، اہل غرض ان کو اس کے لیے مزدوری یا رشوت کے طور پر کچھ نذرانہ دیتے تھے، اس کو حلوان (مٹھائی) کہتے تھے، اسلام آیا تو اوہام کا یہ دفتر ہی اڑ گیا، اس پر بھی آنحضرت ﷺ نے کاہن کے حلوان کی خاص طور سے ممانعت فرمائی۔(۲)

عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار اور رئیس فیصل کرتے تھے اور چونکہ دولت، اور تمول نے ان میں اونچے نیچے طبقے قائم کردیئے تھے، اس لیے وہ قانون کی ناہمواری کے دل سے خواہشمند

(۱) مجمع البحار، علامہ فتنی۔

(۲) ترمذی، باب ماجاء فی کراھیة مھر البغیّ

رہتے تھے، قانون کی زد سے بچنے کے لیے علانیہ رشوت دیتے تھے، اور ان کے کاہن اور قاضی علانیہ لیتے تھے، اور ایک کا حق دوسرے کو دلاتے تھے اور اس کے ذریعہ توراۃ کے احکام پر مصالح وضرورت کے اقتضا سے پردہ ڈال دیتے تھے(۱)، چنانچہ توراۃ کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اسی گناہ کی پردہ دری کی گئی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَناً قَلِيْلاً، أُولٰئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ.﴾ (بقرہ/۲۱)

(خدا نے کتاب سے جو اتارا اس کو جو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، خدا ان سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے)۔

(۱) صحیح بخاری، رجم زانی۔

"پیٹ میں آگ بھرنا" اس لیے فرمایا کہ یہود دنیا کی اس معمولی لالچ میں آکر خدا کے احکام میں ردوبدل اور منشائے الٰہی میں تحریف پیٹ ہی کی خاطر کرتے تھے، اس لیے یہی سزا ان کو ملے گی، ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی رئیس اپنے علماء کو اس لیے رشوتیں دیتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے جو اوصاف توراۃ میں ہیں وہ عام لوگوں کو نہ بتائیں، لیکن قرآن پاک کے نظم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ احکام الٰہی میں عام طور سے ردوبدل کیا کرتے تھے، اور اس کے ذریعہ سے دنیا کی دولت کماتے تھے، چنانچہ سورۂ مائدہ میں ان کی اس حرام خوری کا ذکر دو دفعہ ہے، فرمایا:

﴿وَتَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ.﴾ (مائدہ/۹)

(اور تو ان میں سے بہتوں کو دیکھے کہ وہ گناہ اور زیادتی اور حرام کھانے پر دوڑتے ہیں، کیا برے کام ہیں جو وہ کرتے

ہیں، ان کے درویش اور عالم ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے، کتنا برا کام ہے جو وہ کرتے ہیں)۔

﴿سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ أَكّٰلُونَ لِلسُّحْتِ.﴾ (مائدہ/٦)

(جھوٹ کے بڑے سننے والے اور حرام کے بڑے کھانے والے)۔

قرآن پاک کی ایک آیت جو پہلے گذر چکی ہے یہاں پر بھی استدلال کے قابل ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ.﴾ (بقرہ/۳۸)

(اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریق سے مت کھاؤ، اور نہ مال کو حاکموں تک پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ اور تم جان رہے ہو)۔

یہ آیت اپنے ترجمہ کے لحاظ سے جس کو بعض مفسروں نے اختیار کیا ہے، رشوت کی ممانعت میں صاف وصریح ہے۔

آنحضرت ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے(۱)، رشوت دینے والے پر یوں کہ وہ جرم کی اعانت کرتا ہے اور جرم کی اعانت قانون اور اخلاق دونوں میں منع ہے۔

خیبر کے یہودیوں سے زمین آدھے آدھ پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی، جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آتا تو آنحضرت ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے، وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو حصے کردیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنے دستور کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی، آپس میں چندہ کرکے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور کہا کہ یہ قبول کرو، اور اس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو، یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے یہودیو! خدا کی قسم تم خدا کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو، لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کرسکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے۔'' یہودیوں نے ان کی یہ تقریر سن کر کہا کہ ''یہی وہ (انصاف) ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں۔''(۲)

(۱) ابوداؤد، کتاب الاقضیہ۔
(۲) مؤطا امام مالکؒ، کتاب المساقاۃ۔

اسی لیے آنحضرت ﷺ نے عمال کو رعایا سے ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے کی ممانعت فرمائی (۱)، ایک دفعہ ایک عامل نے آکر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے، یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر تقریر کی، حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آکر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے، تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ کر نہیں دیکھتا کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اس میں سے جو لے جائے گا وہ قیامت میں اپنی گردن پر لاد کر لائے گا، اونٹ، گائے، بکری جو ہو، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا: ''خداوند! میں نے پہنچا دیا۔''(۲)

اس تقریر میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ غلول والی آیت کی تفسیر ہے۔

☆☆☆☆☆

(۱) ابوداؤد، کتاب الاقضیہ۔
(۲) صحیح بخاری، باب ہدایا العمال۔